پروفیسر خالد شبیر احمد

غزل

رموزِ عشق وہی ہیں جنوں کا رنگ وہی
وہی ہے فقر کی مستی میری ترنگ وہی
وہی حیا کے مقابل طلب کی بے تابی
حضورِ عشق وہ اُن کا ہے عذرِ لنگ وہی
زمانہ اور بھی بدلے گا ایک بار ابھی
وہی ہے نظمِ معیشت بنائے جنگ وہی
مدارِ ذوق پہ رقصاں غزال شوق مرا
میری سرشت کی دنیا کا نام و ننگ وہی
جنوں و عقل میں اَن بَن وہی پرانی ہے
وہی ہے سرؔ تو سودا وہی ہے سنگ وہی
وہی ہیں زخم پرانے وہی ہے خونِ شعور
کماں وہی ہے ، نشانہ وہی ، خدنگ وہی
قدم قدم پہ ہے فتنہ نگر نگر کہرام
ہوائے حرص کی اُڑتی ہوئی پتنگ وہی
بدل سکا نہ زمانہ میرا طریق جنوں
وہی ہے لَے پرانی نوائے چنگ وہی
وہی ہے ایک جو محور میری نگاہوں کا
وفورِ شوق پہ حاوی ہے شوخ و شنگ وہی
میرے ضمیر کی دنیا ہے مطمئن خالدؔ
جہانِ ظرف میں بجتا ہے جلترنگ وہی

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

فریب

قابض نے ' اک مکان کے ' کیا کیا دیا فریب
حصے وہ سارے کھا گیا ' ایسا کیا فریب
مشکل ترین مرحلے ' ہرسمت ، موڑ پر
ملا دوستی کے روپ میں ہے بارہا فریب
ملک و وطن کے نام سے ہے لُوٹ مار تیز
افسر ، وڈیرے چودھری کا واسطہ فریب
حاکم ، فقیر و رہبر و استاد و رہنما
دھوکہ ہے ، اک فریب ہے اور ناروا فریب
نادار ' اعتبار کرے ' کس امیر پر؟
دنداں سبھی کے تیز ہیں ' ہے پارسا فریب
ماں جائی لے کے آیا تھا وہ ساتھ ' اک عزیز
کیا پوچھتے ہو شیخ سے ' کیوں کھا گیا فریب؟
بیوہ ، غریب و مفلس و نادار و بے نوا
امیروں کے در سے پاتے نہیں کچھ ' سوا فریب
مکرو ریا ہے ،زُور ہے ، ناخن سبھوں کے ہیں
ڈاڑھی نما فریب ہے ، ڈاڑھی منڈا فریب
اربوں کی لوٹ مار ہے اور میرِ کارواں
رہزن تو اک فریب تھا ' ہے رہنما فریب
دنیا میں کوئی ہم نوا انصاف کا نہیں
عیار مال زادوں کا ہے ' راستہ فریب
اللہ تھا رہنما کہ میں منزل تک آ گیا
ورنہ تو رہ میں دیتے رہے ' ناخدا فریب